جمعرات 20-مارچ 1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

CPL 61

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 62

جمعرات 10 ذیقعدہ 1417ھ 20 امان 1376ھش 20 مارچ 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غریبوں کو ہرگز بے دل نہ ہونا چاہئے

غریبوں کو ہرگز بے دل نہ ہونا چاہئے۔ ان کا قدم آگے ہی ہے۔ لیکن وہ کوشش کریں کہ تھوڑی بہت جو کسر ہے وہ نکال دیویں کیونکہ بعض وقت ان لوگوں سے غریبی میں تنگی بڑے بڑے گناہ صادر ہو جاتے ہیں۔ صبر نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ معاش کی قلت ہو تو چوری ڈاکہ اور دوسرے جرائم شروع کر دیتے ہیں۔ ایسی حالتوں میں صبر کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف ہرگز مائل نہ ہونا چاہئے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دعا کا اصول یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو بچے کس قدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں اور وہ چاہتی ہیں کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے، لیکن اگر بچے بے ہودہ طور پر اصرار کریں اور رو کر تیز چاقو یا آگ کا روشن اور چمکتا ہوا انگارہ مانگیں، تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دلسوزی کے کبھی گوارا کرے گی کہ اس کا بچہ آگ کا انگارہ لے کر ہاتھ جلا لے یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ہاتھ کاٹ لے؟ ہرگز نہیں۔ اسی اصول سے اجابت دعا کا اصول سمجھ سکتے ہیں۔ میں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ جب دعا میں کوئی جزو مضر ہوتا ہے تو وہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوتی ہے۔ یہ بات خوب سمجھ میں آسکتی ہے کہ ہمارا علم یقینی اور صحیح نہیں ہوتا۔ بہت سے کام نہایت خوشی سے مبارک سمجھ کر کرتے ہیں۔ اور اپنے خیال میں ان کا نتیجہ بہت ہی مبارک خیال کرتے ہیں، مگر انجام کار وہ ایک غم اور مصیبت ہو کر چمٹ جاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 67)

آپ کے اعمال و افعال سے خدا کی محبت ظاہر ہونی چاہئے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

بہت لوگ اس دنیا میں ایسے ہیں۔ جو بڑے زور شور سے اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ان کو اس ہستی پر ایمان ہے۔ جو اس دنیا کی خالق و مالک اس دنیا کے امور کی منتظم۔ رحیم۔ کریم۔ مہیمن اور محافظ ہے اور بہت لوگ اس دنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ان کو اس ہستی سے پیار اور محبت ہے۔ مگر بہت کم ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے افعال اور اپنے اعمال سے ثابت کر سکتے ہیں کہ واقع میں ان میں خدا تعالیٰ سے محبت ہے۔

خدا تعالیٰ پر ایمان اور محبت و پیار چھپی ہوئی چیز نہیں۔ کوئی ایسا راز نہیں کہ انسان اسے پوشیدہ رکھ سکے۔ یہ مال و زر کی طرح پوشیدہ کونوں میں گاڑی نہیں جا سکتی۔ بینکوں میں جمع نہیں کرائی جا سکتی۔ بلکہ یہ ایک آگ کی طرح ہوتی ہے اور جس جگہ آگ لگی ہو۔ وہاں سے دھواں اٹھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کسی گھر کو یا کھلیان کو آگ لگا دو اور پھر اسے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھ سکو۔ یہ تو الگ رہا۔ چولہے میں آگ جلا کر بھی مخفی نہیں رکھی جا سکتی اس کو بھی چھوڑ کر دیے کی لو کتنی چھوٹی ہوتی ہے۔ مگر اس سے بھی دھواں نکلتا ہی ہے۔ اور چھت تک پہنچتا ہے۔ پھر موم کی بتی کتنی پتلی ہوتی ہے۔ لیکن اگر متواتر جلاؤ۔ تو گو ظاہر میں دھواں نظر نہ آئے گا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد دیکھو گے کہ دیواریں کالی ہو جائیں گی۔ تو جس طرح جہاں آگ لگی ہو۔ وہاں سے دھواں نہ اٹھے ناممکن ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے عشق ہو۔ اس خدا سے پیار و محبت ہو جو سب سے زیادہ حسین ہے۔ اور پھر کوئی اسے پوشیدہ رکھ سکے۔ ظاہر نہ ہونے دے۔ یہ بھی بالکل ناممکن ہے۔

دلوں کے جذبات کو دبانا بہت زبردست قوت ہے۔ بہت زیادہ طاقت اور بہت زیادہ وسعت حوصلہ چاہتا ہے۔ اور ہر ایک کا کام نہیں ہے کہ جذبات کو دبا سکے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کسی کو ایک گالی کوئی دے۔ تو وہ طیش میں آجاتا ہے۔ کسی کے ذرا سے اعتراض کرنے پر جسم پھکنے لگ جاتا ہے معمولی محبت اور پیار پر انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس ہستی سے محبت ہو جو تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ جو تمام صفات حسنہ رکھتی ہے اور پھر دبی رہے اور کسی کو پتہ نہ لگے۔ ایک ملک ایک شہر۔ ایک عورت ایک بچہ کی محبت تو ظاہر ہو جائے اور انسان کے اعمال میں اس کے آثار پائے جائیں۔ مکان کی

باقی صفحہ 7 پر

جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ترجمہ کلام الٰہی کلاس کا نیا شیڈول

○ احمدیہ ٹیلی ویژن پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی ترجمہ کلام الٰہی کلاس کا شیڈول بدل دیا گیا ہے۔ اب یہ کلاس منگل بدھ کو پاکستانی وقت کے مطابق شام 7 بجے ٹیلی کاسٹ ہوا کرے گی۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

نکاح

○ مکرم رانا منصور احمد صاحب مقیم جرمنی ابن مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور و سیکرٹری مال جماعت ہائے احمدیہ ضلع لاہور کا نکاح ہمراہ عزیزہ نرگس محمود صاحبہ بنت مکرم محمود احمد صاحب راجپوت دار الصدر غربی ربوہ مورخہ 8۔ مارچ 1997ء بعوض حق مہر چھ ہزار جرمن مارک مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ تاریخ احمدیت نے بیت المبارک ربوہ میں بعد عصر پڑھا عزیزہ نرگس مکرم ڈاکٹر گلزار احمد صاحب میڈیکل آفیسر کی چھوٹی ہمشیرہ ہیں۔ احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

○ مکرم زاہد پرویز چوہدری صاحب حال انڈونیشیا کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 97-3-9 کو دوسرا بیٹا عطا کیا ہے۔ حضرت صاحب نے بیٹے کا نام نابغ احمد عطا فرمایا ہے جو مکرم چوہدری محمد اختر صاحب آف دار العلوم وسطی ربوہ کا پوتا اور مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب ارائیں آف نواب شاہ سندھ کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو زندگی و صحت سے نوازے اور دینی و دنیوی ترقیات عطا کرے۔ آمین۔

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم نوید نذیر احمد صاحب آف ٹیکسلا کو مورخہ 97-2-17 کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود محترم کیپٹن چوہدری نذیر احمد صاحب کا پوتا اور چوہدری مبارک احمد صاحب دار الیمن غربی ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ بچہ کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

20- امان 1376 ھش — 20 - مارچ 1997ء

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اعضاء

ایک ہی جسم کے اعضاء کسی صورت میں بھی ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہو سکتے۔ ایک دوسرے کا برا نہیں چاہتے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انسان کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو مارنے پیٹنے لگے۔ یا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کو دبانا شروع کر دے۔ یا دل جگر کی مخالفت کرے یا جگر دل کی مخالفت کرے۔ ایک جسم کے اعضاء آپس میں اس طرح گھل مل کے رہتے ہیں کہ ان میں آپس کا تعلق اتنا گہرا ہوتا ہے کہ گویا وہ سب ایک ہی ہیں۔ اور حقیقتاً ہوتے بھی ایک ہی ہیں۔ آخر ان سب سے مل کر ایک جسم بنتا ہے اور اگر وہ سب آپس میں مل کر ایک جسم بنانے کا سبب بنتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے خلاف کس طرح جا سکتے ہیں۔ انسان یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی اور کے ساتھ لڑے۔ اسے مارے۔ اسے پیٹے۔ لیکن اپنے ہی ساتھ تو ایسا نہیں کر سکتا۔ اور اگر ایک جسم کے اعضاء کی یہ کیفیت ہے۔ تو ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ ہم بھی تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اعضاء کی طرح ہیں۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے ہم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ارشاد پیش کرتے ہیں جو یوں ہے:-

"اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دوستوں کا تعلق ہمارے ساتھ اعضاء کی طرح سے ہے اور یہ بات ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتی ہے کہ ایک چھوٹے سے چھوٹے عضو مثلاً انگلی ہی میں درد ہو تو سارا بدن بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ٹھیک اسی طرح ہر وقت اور ہر آن میں ہمیشہ اسی خیال اور فکر میں رہتا ہوں کہ میرے دوست ہر قسم کے آرام و آسائش سے رہیں۔ یہ ہمدردی اور یہ غم خواری کسی تکلف اور بناوٹ کی رو سے نہیں۔ بلکہ جس طرح والدہ اپنے بچوں میں سے ہر واحد کے آرام و آسائش کے فکر میں مستغرق رہتی ہے خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح میں للّٰہی دل سوزی اور غم خواری اپنے دل میں دوستوں کے لئے پاتا ہوں اور یہ ہمدردی کچھ ایسی اضطراری حالت پر واقع ہوئی ہے کہ جب ہمارے دوستوں میں سے کسی کا خط کسی قسم کی تکلیف یا بیماری کے حالات پر مشتمل پہنچتا ہے تو طبیعت میں ایک بے کلی اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک غم شامل حال ہو جاتا ہے"

ہم یہ کہہ رہے تھے کہ ایک ہی جسم کے اعضاء ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل کر اس طرح رہتے ہیں کہ ان میں کبھی آپس میں اختلاف نہیں ہوتا وہ کبھی ایک دوسرے کے خلاف کوئی عمل نہیں کرتے بلکہ نہ صرف ایک دوسرے سے ہمدردی کرتے ہیں اگر کسی ایک کو کوئی تکلیف پہنچے تو تمام اعضاء ایک رنگ میں تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

یہ ارشاد جو ہم نے پیش کیا ہے اس میں حضرت صاحب (ہماری دلی عائیں آپ کے لئے) نے احباب جماعت کو ایک جسم کے اعضاء سے تشبیہ دی ہے۔ وہ جسم حضرت صاحب خود ہیں اور تمام احمدی افراد اس جسم کے اعضاء ہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا یہ ممکن ہونا چاہئے کہ ہم آپس میں اختلاف رکھیں۔ ہم آپس میں ہمدردی نہ کریں۔ ہم آپس میں ایک دوسرے کو تکلیف پہنچانے کے درپے ہوں۔ اگر خدانخواستہ ایسی کیفیت ہو تو ہم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اعضاء کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے ہمارا کام تو یہ ہونا چاہئے کہ ہم میں سے کسی کو بھی وہ چھوٹا ہو یا بڑا' غریب ہو یا امیر' عالم ہو یا جاہل' ایک دوسرے کی تکلیف کا ایسا ہی احساس ہو جیسے اپنے آپ کو وہ تکلیف پہنچی ہے۔ دوسروں کی تکلیف دیکھ کر ہم بے چین رہیں اور بے قرار ہو جائیں اور ہمیشہ اس فکر میں رہیں کہ یہ ہمارا دوسرا حصہ کس طرح آرام و آسائش حاصل کرے۔ اور یہ سب کچھ کسی تکلف اور بناوٹ کی رو سے نہیں ہونا چاہئے۔ ہمارا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے کسی تکلف اور بناوٹ کی رو سے ہمدردی نہ کرے۔ ہمارے جسم کا ایک حصہ کسی دوسرے حصے سے تکلف اور بناوٹ کا کوئی سلوک نہ کرے۔ بلکہ جس طرح والدہ اپنے بچوں کا خیال رکھتی ہے اور یکساں خیال رکھتی ہے اور ان کے آرام و آسائش کے فکر میں مستغرق رہتی ہے۔ ویسے ہی ہمیں بھی ایک دوسرے کے آرام کا خیال رکھنا چاہئے۔ ایک دوسرے کو تکلیف میں دیکھ کر تکلیف محسوس ہونی چاہئے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔

اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً ہم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اعضاء کی طرح ہوں گے اور بیعت کا ایک مقصد یہی ہے کہ ہم حضرت صاحب کے اعضاء کی طرح ہوں۔ یکجان ہو جائیں اور سب کے سب ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔ ایک دوسرے سے محبت کریں۔ ایک دوسرے سے ہمدردی کریں۔ اور ایک دوسرے کے آرام و آسائش کو مطمح نظر بنا لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مہنگائی کم نہ ہوگی تو پھر لوگ کیا کریں
میرا خیال یہ ہے خدا سے دعا کریں
مہنگائی اپنے پاؤں نہ پھیلائے چار سُو
جو قیمتیں ہیں ان کو وہیں پر کھڑا کریں

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی

تلقینِ عمل

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں۔
"ایک خاص جماعت کا ہونا ضروری ہے جو دین حق کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کردے۔ اس کی طرف میں نے جماعت کو متواتر توجہ دلائی ہے۔ کچھ نوجوان آگے آئے بھی ہیں مگر جس حد تک ضروری ہے۔ اس حد تک نہیں۔ پچھلے سالوں میں مالی قربانی کے لحاظ سے جماعت نے نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے ایسا نمونہ کہ جس پر فخر کیا جاسکتا ہے۔ اور پورے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے۔ کہ دنیا میں اور کوئی قوم ایسی نہیں جو دلی جوش اور ارادہ کے ساتھ ایسی قربانی کرے۔ بغیر کسی جبر یا قانون کے اور بغیر کسی ایسے محکمہ کے جو لوگوں کی آمدنیوں کا حساب کرکے ان پر ٹیکس لگائے۔ محض اپنے ارادہ سے اتنی قربانی کرنے والی اور کوئی قوم دنیا میں نہیں۔ جنگ کے زمانہ میں چونکہ ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے لوگ زیادہ قربانی کرتے ہیں۔ مگر جو قربانی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کرتی ہے۔ ویسی جنگ کے زمانہ میں بھی دوسری قومیں بہت کم کرتی ہیں۔ ہماری جماعت کو کوئی ظاہری جنگ درپیش نہ تھی۔ روحانی جنگ تھی۔ اور وہ جاری ہے اور جاری رہے گی۔ مگر ظاہری جنگ کے نہ ہونے کے باوجود جماعت کے بڑے حصہ نے قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ اس سے زیادہ لوگ اس لئے شامل نہیں ہو سکے۔ کہ تحریک جدید میں شامل ہونے کے لئے یہ شرط لگادی گئی تھی۔ کہ کم سے کم اتنی رقم دے کر اس میں شمولیت اختیار کی جاسکتی ہے۔ اس لئے باقی لوگ مجبوراً شریک نہ ہو سکے۔ ان کا شامل نہ ہو سکنا اس وجہ سے نہ تھا۔ کہ ان کے دل میں شوق نہ تھا۔ بلکہ یہ وجہ تھی کہ ان میں شامل ہوسکنے کی طاقت نہ تھی۔ پس جن میں شامل ہونے کی طاقت تھی۔ ان کا اندازہ کرتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسی نوے فیصدی دوستوں نے مالی قربانی کا قابل یادگار نمونہ پیش کیا ہے۔ لیکن (دعوت الی اللہ) کے لئے وقف زندگی کا نمونہ ایسا شاندار نہیں جو جماعت نے مالی قربانی کے لحاظ سے دکھایا ہے۔ ابھی بہت سے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنے اوقات کو کلی طور پر دین کی خدمت میں لگانے کے لئے تیار ہوں۔ پھر میں نے ایک اور نقص دیکھا ہے کہ دوستوں میں کام کرنے میں سستی کی عادت ہے۔ جسے کسی کام پر مقرر کیا جائے۔ وہ غفلت کرتا ہے۔ یہ عادت اہم مہمات کے سر کرنے کے لئے سخت مضر ہے۔ اور فتح کے وقت کو پیچھے ڈال دینے والی عادت ہے۔ اس کی اصلاح بھی اسی صورت میں ہوسکتی ہے۔ کہ اپنی زندگیوں کو وقف کرنے والوں کی ایک ایسی جماعت ہو۔ جو ایک خاص پروگرام کے ماتحت تعلیم و تربیت حاصل کرے اور پھر وہی روح دوسروں میں پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اپنی زندگیوں کو دین کے لئے وقف کریں۔

اس سلسلہ میں میں جماعت کے دوستوں کو ایک اور امر کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ جس کی طرف پہلے توجہ نہیں۔ اور پہلے میں نے اسے بیان بھی نہیں کیا۔ ہر شخص جو اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ اس کے وقف کرنے کے یہ معنے نہیں کہ اس کا وقف ضرور قبول کرلیا جائے۔ پیش کرنے والوں میں سے جو کام کے لئے موزوں سمجھے جاتے ہیں۔ ان کو لے لیا جاتا ہے۔ اور باقی کو چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن جو شخص ایک دفعہ اپنی زندگی وقف کرتا ہے وہ خدا کے ہاں ہمیشہ ہی واقف سمجھا جاتا ہے۔ میرے اسے رد کرنے کے یہ معنے نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے ہاں بھی رد ہو گیا۔ چاہے ہم اسے قبول نہ کریں۔ وہ خدا تعالیٰ کے ہاں واقف ہے۔ چاہے وہ باہر جاکر کوئی اور نوکری ہی کر رہا ہو۔ جب بھی وقف زندگی کے لئے جماعت سے مطالبہ کیا جائے۔ اس کا فرض ہے کہ پھر اپنے آپ کو پیش کرے۔ خواہ پھر رد کر دیا جائے۔ اور رد کرنے کی صورت میں اگر وہ کوئی اور کام بھی کرتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ زیادہ سے زیادہ وقت وہ دین کی خدمت میں صرف کرے۔ ورنہ وہ شدید وعدہ خلافی کا مرتکب سمجھا جائے گا۔ جب ایک شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کرتا ہے۔ کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرتا ہے اور پھر امام جماعت بلکہ نبی کے رد کر دینے پر بھی وہ سمجھتا ہے کہ چونکہ مجھے قبول نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں آزاد ہوں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ خلافی کا مرتکب سمجھا جائے گا۔ بلکہ اپنے آپ کو پیش کر دینا تو درکنار جو شخص اپنے دل میں بھی یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے لئے وقف ہوں۔ تو پھر کسی وقت بھی اس کا اپنے آپ کو وقف کی ذمہ داریوں سے آزاد سمجھنا شدید وعدہ خلافی ہے۔ کسی کا اسے قبول کرنے سے انکار اس کے وقف کو نہیں بدل سکتا۔ اس کے رد کرنے کے معنے تو صرف یہ ہیں کہ وہ اس خاص جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا۔ جس سے اس وقت کوئی کام لینا ہے۔ اور یہ عدم شمولیت اس کے وقف کو بدل نہیں سکتی۔ بلکہ جس دن سے کوئی وقف کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ چاہے اس ارادہ کا اظہار بھی کسی کے سامنے نہ کرے۔ وہ خدا تعالیٰ کے ہاں واقف ہے اور اس سے کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو آزاد سمجھنا وعدہ خلافی ہے۔ کامل (صاحب ایمان) وہ ہے۔ جو دل کے ارادہ پر بھی پختہ رہے (-) جو شخص صدقہ کا ارادہ کرے۔ اس کے لئے صدقہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ جو شخص نفل پڑھنے کا ارادہ کرے اس کے لئے پڑھنا ضروری ہے۔ پس کامل (صاحب ایمان) کا ارادہ بھی اسے باندھ دیتا اور پابند کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی ادنیٰ (صاحب ایمان) ہے تو جب وہ ایک بار اپنے آپ کو وقف کر چکا تو خواہ اسے قبول نہ بھی کیا جائے وہ آزاد نہیں ہو سکتا دینی خدمت کے لئے قبول نہ کئے جانے کی صورت میں اگر وہ مثلاً ڈاکٹری کرتا ہے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ ڈاکٹری کے کام کو کم سے کم وقت میں محدود کرے اور باقی وقت دین کی خدمت میں لگائے اگر کوئی انجینئر ہے تو چاہئے۔ کہ کم سے کم وقت انجینئرنگ کے کام پر صرف کرے اور زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت پر۔ اگر وہ کوئی ملازمت اختیار کرتا ہے تو چاہئے کہ ملازمت کے لئے جتنا وقت دینا اس کے لئے لازمی ہے اس کے سوا باقی وقت کا کثیر حصہ دینی خدمت میں گزارے اور پھر اس تاک میں رہے کہ کب دینی خدمت کے لئے آگے بڑھنے کا مطالبہ ہوتا ہے۔ اور جب بھی ایسی آواز اس کے کان میں پڑے۔ اسے چاہئے۔ کہ پھر اپنے آپ کو پیش کرے اور کہے کہ میں واقف ہوں پہلے فلاں وقت مجھے نہیں لیا گیا تھا اب میں پھر پیش کرتا ہوں اور خواہ وہ ساری عمر بھی نہ لیا جائے۔ مگر اس کا یہ فرض ہے کہ ہمیشہ اپنے آپ کو واقف ہی سمجھے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ وعدہ خلاف اور غدار سمجھا جائے گا۔ پس جس نے کسی وقت بھی اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا۔ وہ اس سے کبھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ میرا یا کسی اور کا اسے کسی وقت قبول نہ کرنا اسے وقف کی ذمہ داریوں سے آزاد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وقف تو ایک عہد ہے خدا تعالیٰ اور بندے کے درمیان اور کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ یہ عہد ہرگز نہیں ٹوٹ سکتا۔ بلکہ اگر صرف دل میں ہی وقف کا ارادہ کیا جائے چاہے اظہار نہ ہو تو بھی نہیں ٹوٹ سکتا۔

پس وقف کے قبول کئے جانے یا نہ کئے جانے کا کوئی سوال نہیں جو شخص وقف کرتا ہے اس کا وقف ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اور خدمت دین کی ایک صورت کے لئے اسے قبول نہ کئے جانے کے یہ معنے نہیں کہ وہ دین کی کسی اور رنگ میں خدمت کرنے کی ذمہ داری سے بھی سبکدوش ہو گیا۔ اگر ایک شخص کی آنکھیں خراب ہیں اور اسے فوج بھی بھرتی نہیں کیا جاتا۔ تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اب وہ ہمیشہ کے لئے ملک کی خدمت کے فرض سے آزاد ہو گیا۔ کیونکہ اگر وہ باقاعدہ لڑنے والی فوج میں شامل نہیں کیا گیا۔ تو کئی اور صورتوں میں وہ خدمت ملک کر سکتا ہے۔ کلرک بن سکتا ہے زخمیوں کے لئے پٹیاں بنانے کا کام کر سکتا ہے۔ ایسی تحریکیں کر سکتا ہے جن سے فوجی بھرتی میں امداد مل سکے۔ اور نہیں تو عوام میں بے چینی پیدا کرنے والی غلط افواہوں کی تردید کرکے ایک اہم خدمت سرانجام دے سکتا ہے۔

ایک اچھی بات

اللہ کی تسبیح کرو۔ اس کی ستائش اور حمد کرو اور اس سے حفاظت طلب کرو۔ استغفار یا حفاظت الٰہی طلب کرنا ایک عظیم الشان ستر ہے۔

غرض جو شخص کسی خاص وقف کی تحریک میں نہ لیا جانے کی صورت میں یہ نتیجہ نکالتا ہے اب وقف کی ذمہ داری سے وہ آزاد ہو گیا ہے۔ وہ ایسا ہی احمق ہے۔ جیسا وہ والنٹیر احمق ہے جو فوج میں بھرتی ہونے کے لئے گیا۔ اور اسے فوج کے قابل نہ سمجھ کر آزاد کر دیا۔ اور اس نے ملک کی خدمت کی ذمہ داری سے اپنے آپ کو آزاد سمجھ لیا۔ اگر وہ کامل (صاحب ایمان) ہے تو صرف دل میں ارادہ کرنے سے اور اگر ادنے (صاحب ایمان) ہے تو اپنے آپ کو پیش کر دینے کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کے ہاں وقف ہے۔ خواہ اسے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ پس جو نوجوان اپنے آپ کو پیش کر چکے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ قیامت تک وقف ہیں۔ اور جو اب میری اس تحریک پر یا کبھی آئندہ اپنے آپ کو پیش کریں۔ وہ بھی اس بات کو یاد رکھیں۔ کہ وقف کی بڑی اہمیت ہے اس لئے جو اپنے آپ کو پیش کرے۔ اچھی طرح سوچ سمجھ کر کرے۔ یہ بات اب تک میں نے واضح نہ کی تھی۔ اور اب ایک واقف کی ایک تحریر سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ مضمون میں نے پہلے بیان نہیں کیا۔ اس لئے اب اسے بیان کر دیا ہے۔ تا جو لوگ اپنے آپ کو پیش کر چکے ہیں وہ گنہگار نہ ہوں۔ اور جو آئندہ پیش کریں سوچ سمجھ کر کریں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے۔ کہ جب (دین) کو سپاہیوں کی ضرورت ہو تو جو شخص طاقت اور اہلیت رکھنے کے باوجود آگے نہیں آتا۔ وہ گنہگار ہے۔ اس لئے جو نوجوان اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہوں۔ اور اس ذمہ داری کو نباہ سکتے ہوں وہ پیش کریں۔ ایسے نوجوانوں کے لئے خدمت دین اور ثواب حاصل کرنے کا یہ نادر موقعہ ہے۔ ایسا نادر موقعہ کہ جو شائد آئندہ نہ مل سکے۔ (خدائی ماموریت) کے قریب کے زمانہ میں ایسے مواقع مل سکتے ہیں مگر جب ترقیات حاصل ہو جائیں۔ تو پھر ایسے مواقع نہیں مل سکتے۔

(از خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اکتوبر 1943ء
الفضل 19۔ اکتوبر 1943ء)

حمید الحامد حامد
ماہنامہ مصباح فروری 1997ء

مطالعہ کی عادت ڈالیں

یہ ایک حقیقت ہے کہ اکثر لوگوں میں پڑھنے لکھنے کا شوق نہیں ہوتا۔ یہ صرف ناخواندہ لوگوں ہی کی بات نہیں بلکہ پڑھے لکھے لوگ بھی محض کوئی تعلیمی سند حاصل کرنے کی حد تک پڑھتے ہیں۔ بعد ازاں پڑھنے کو اپنی عادت نہیں بناتے۔ بالخصوص خواتین بھی بعض اوقات اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی جب گھر گرہستی کی ذمہ داریوں میں پڑتی ہیں تو پڑھنے کی عادت کو مکمل ترک کر دیتی ہیں۔ وہ شائد سمجھتی ہیں کہ پڑھنے کا مقصد اب ان کی زندگی میں پورا ہو گیا۔ اب تو جو زندگی انہیں نصیب ہوئی ہے اس کو جیسے تیسے انہوں نے گزارنا ہی ہے۔ اسی طرح مرد حضرات بھی کسی پیشہ یا ملازمت سے منسلک ہو کر

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹام کبل اور کرس ایشام (ترجمہ مرسلہ حمیدہ بشیر احمد ہمشیرہ محترم ڈاکٹر عبدالسلام)

عبدالسلام (96-1926)

عالمی سائنس دان برائے نظری طبیعات

میگزین کا نام PHYSICS WORLD, JANUARY 1997
By.... TOM KIBBLE AND CHRIS ISHAM.

ڈاکٹر ٹام کبل اور ڈاکٹر کرس ایشام امپیریل کالج آف سائنس، ٹیکنالوجی اینڈ میڈیسن لندن میں ڈاکٹر سلام صاحب کے شعبہ نظری طبیعات میں پروفیسر ہیں۔ آپ حضرات اپنے عظیم ساتھی سائنس دان کا ذکر خیر مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتے ہیں۔

عبدالسلام اپنے عہد کے چوٹی کے نظری طبیعات دانوں میں سے تھے۔

1979ء میں طبیعات کے نوبل انعام میں آپ شریک تھے۔ آپ نے "الیکٹرو ویک نظریہ" پر کام کیا۔ یہ نظریہ "کمزور نیو کلیائی طاقت" اور "برقی مقناطیسی طاقت" کو متحد کرتا ہے۔ یہ نظریہ اب ذراتی طبیعات میں "اسٹینڈرڈ ماڈل" کا مستقل حصہ بن چکا ہے۔

آپ تیسری دنیا کے غریب ممالک میں سائنسی ترقی کے لئے کوشاں ایک ان تھک مجاہد تھے۔

آپ نے اٹلی میں عالمی ادارہ برائے نظری طبیعات قائم کیا آپ اس کے سربراہ تھے۔

آپ تیسری دنیا کے لئے قائم کردہ سائنس اکیڈمی کے بھی سربراہ تھے۔ یہ ادارہ بھی آپ نے قائم کیا۔

سلام صاحب 1926ء میں پنجاب کے ایک چھوٹے شہر جھنگ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد محکمہ تعلیم میں ایک چھوٹے افسر تھے۔ 14 برس کی عمر میں سلام صاحب نے (میٹرک میں) ریکارڈ توڑ نمبر حاصل کئے اور وظیفہ پایا۔

پھر آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ آپ نے 17 برس کی عمر میں ہی ریاضی میں ایک تحقیقی مضمون لکھا جو ایک رسالے میں شائع ہوا۔ یہ مضمون
Solution of a set of simultaneous nonlinear Algebraic equation
کے بارے میں تھا۔ یہ ایک ایسا ریاضیاتی مسئلہ تھا کہ جس پر اس وقت کے مشہور ہندوستانی ریاضی دان سیری نیواسا رامانوجن نے بھی کام کیا تھا۔

سلام صاحب نے بطور طالب علم ایسی ہی غیر معمولی ذہانت کا مظاہرہ یونیورسٹی آف کیمبرج میں بھی دکھایا۔ وہاں آپ نے طبیعات اور ریاضی میں ڈبل فرسٹ کا اعلیٰ درجہ حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ نے کچھ مختصر عرصہ تک کیونڈش لیبارٹری میں تجرباتی طبیعات کو آزما کر دیکھا لیکن آپ نے اس کو اپنی فطری صلاحیت کے مطابق نہ پایا اور اس کو چھوڑ دیا۔ پھر آپ نے سائنس دان نکولس کیمر سے درخواست کی کہ آپ کے لئے کوئی نظریاتی مسئلہ تجویز کیا جائے جس پر آپ تحقیق کر سکیں۔ نکولس کیمر نے آپ کو پال میتھیوز سے رابطہ کرنے کے لئے کہا کہ شاید ان کے پاس کچھ مسائل باقی رہ گئے ہوں۔ پال میتھیوز اس وقت خود پی۔ ایچ۔ ڈی کے طالب علم تھے اور ان کا تحقیقی کام آخری مراحل میں سے گزر رہا تھا۔

اس زمانے میں طبیعات دانوں کی خاص توجہ Development of renormalization theory پر مرکوز تھی۔ (کوشش یہ تھی کہ ایسے ریاضیاتی طریقے کو تلاش کیا جائے کہ جس کی مدد سے کوانٹم الیکٹروڈائنامکس کے حساب کتاب کو درپیش لایعنی حلوں سے بچایا جائے)۔ اس وقت کے نامور سائنس دان جولین شونگر۔ ٹوموناگا۔ فائن مین اور فری مین ڈائسن ان معاملات کو حل کرنے میں مصروف تھے۔ پال میتھیوز ڈائسن کے طریقہ تحقیق کے مطابق Renormalization theory کا دائرہ Meson theories پر محیط کرنا چاہتے تھے۔ Meson theories اس وقت کے بارے میں خیال تھا کہ یہ Strong nuclear طاقتوں کی تشریح کرتی ہیں۔

اس پس منظر کے مدنظر پال میتھیوز (جن کے پاس سلام صاحب کو بھیجا گیا تھا۔) نے سلام صاحب کو مشورہ دیا کہ وہ ڈائسن کے تحقیقی کام میں موجود رخنوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ پال میتھیوز اس وقت ورطہ حیرت میں ڈوب گئے جب سلام صاحب اس قدر مشکل کام کو مکمل طور پر حل کر کے چند دن کے اندر ہی لے آئے۔

اس طرح سلام صاحب میتھیوز کے ساتھی و طالب علم بن گئے۔ اور ان کے ساتھ امریکہ کے اعلیٰ تحقیقی ادارے Institute for Advanced Study واقع پرنسٹن میں ایک سال تک تحقیقی کام بھی کیا۔ دونوں کی گہری دوستی اور ایک دوسرے سے تعاون کا ایک پائیدار دور شروع ہو گیا۔

سلام صاحب کے پہلے تحقیقی مقالہ نے جو Renormalization theory سے متعلق تھا متعلقہ حلقوں میں ایک تہلکہ مچا دیا اور آپ کو عالمی سطح کے ماہرین طبیعات کی صف میں لا کھڑا کیا۔

1951ء میں آپ واپس پاکستان لوٹ گئے اور پنجاب یونیورسٹی اور گورنمنٹ کالج لاہور میں ریاضی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ آپ وہاں اپنی تحقیق جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے وطن کی ترقی میں حصہ لینا چاہتے تھے۔ لیکن آپ کو تعاون یا حوصلہ افزائی نہ مل سکی اور تین سال کے بعد آپ کیمبرج واپس آ گئے اور لیکچرار و فیلو آف سینٹ جانز کالج بن گئے۔

1957ء میں سلام صاحب امپیریل کالج لندن میں نظری طبیعات کے پروفیسر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ جہاں 1993ء میں ریٹائر ہونے تک خدمات بجا لاتے رہے۔ امپیریل کالج میں آپ شعبہ طبیعات کے سربراہ پیٹرک بلیکٹ کی دعوت پر آئے تھے۔ سلام صاحب نے اپنے خاص دوست پال میتھیوز کو بھی بطور ریڈر اپنے پاس بلا لیا۔ آنے والے چند سالوں کے اندر انہوں نے مل کر اپنے ہاں نظری طبیعات کے چوٹی کے ماہرین کا گروپ قائم کیا۔

امپیریل کالج گروپ کے ماہرین کی بنیادی تحقیق Patterns of symmetry of particle interaction کی تلاش تھی۔ سلام صاحب کے ایک شاگرد Yuval Ne Eman نے

باقی صفحہ 7 پر

○

وہ جو تھے بے بال و پر اُڑتے رہے شام و سحر
اہلِ بال و پر لگے ہونے تھکاوٹ کا شکار

مَیں کہ میری آنکھ سے آنسو چھلکتے ہی نہ تھے
اب ذرا سی بات پر روتا ہوں مَیں زارو قطار

اعتمادِ دوستی کو ٹھیس پہنچی اس طرح
مجھ کو اپنی ذات پر بھی اب نہیں ہے اعتبار

ان کی صورت دیکھ کر اب اور کیا دیکھوں گا میں
جو گوارا تھا مجھے پہلے، وہ اب ہے ناگوار

اِس طرف ہیں ہم کبھی، اور ہیں کبھی ہم اُس طرف
موت کی دیوار ہے، لے دیکھ، اس کے آر پار

مجھ کو اپنے گھر کے بام و در بہت اچھے لگے
گرچہ ہے ناصاف آنگن، ہر طرف گرد و غبار

میری چھت محفوظ کر لیتی ہے میری آبرو
میری دیواریں مہ و پرویں کا ہیں آئینہ دار

"شکرِ للہ مل گیا ہم کو وہ لعلِ بے بدل"
جس پہ ہیں دونوں جہاں کی نعمتیں از خود نثار

بات جو بھی ہے مرے دل میں وہ کُھلنی چاہیئے
میں نسیم ان سے کہوں گا اور کہوں گا بار بار

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شریف احمد راجوری

ممنونِ احسان

الفضل نے ممنون احسان کا سلسلہ الفضل میں شروع کر کے ایک اچھا طریقہ دوسروں کو نیکی میں ترغیب و تحریص دلانے کا اختیار کیا ہے۔ خاکسار اپنا ایک واقعہ تحریر کر رہا ہے۔ اگر قابل اشاعت سمجھیں تو تحریر فرمادیں۔ شکریہ

خاکسار 1947ء میں حضرت امام الثانی کے اعلان پر "کہ نوجوان مرکزی حفاظت کے لئے قادیان آئیں"۔ خاکسار راجوری حال مقبوضہ کشمیر سے قادیان مرکزی حفاظت کے لئے گیا تھا۔ اور 20 اکتوبر 1947ء کو قریباً چھ ماہ مرکز میں رہنے کے بعد مرکز سے اجازت حاصل ہونے پر واپس لاہور آیا۔ لاہور سے مجھے شیخ نور الحق صاحب نے کچھ مہاجر ناصر آباد اسٹیٹ سندھ پہنچانے کے لئے بھیج دیا۔ کچھ عرصہ کنری سندھ میں رہا۔ ریاست کشمیر میں گڑبڑ ہونے پر عازم راجوری ہوا۔ چونکہ وہاں ہندوستان کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور میری والدہ' چھوٹا بھائی' ہمشیرہ اور بیوی گھر چھوڑ کر دوسری جگہ رشتہ داروں کے ہاں پناہ لے کر بیٹھے تھے۔ وہاں سے افراد خانہ کو ساتھ لے کر 1948ء مئی میں پیدل جنگلوں بیابانوں میں سے گزر کر کئی دن کے بعد جہلم پہنچے۔ وہاں سے سندھ آنے کے لئے ریل گاڑی پر سوار ہوئے۔ میرے ساتھ عبدالعزیز صاحب بھٹی (اس وقت) باغبان ناصر آباد اسٹیٹ کی بیوی اور ایک عزیز محمد دین صاحب اور ان کی بیوی بھی ساتھ تھیں۔ جب ریل گاڑی پر سوار ہوئے تو کچھ سامان گاڑی میں چڑھانے سے رہ گیا۔ محمد دین صاحب سامان کے ساتھ وہیں رہ گئے۔ مستورات کے ساتھ میں اکیلا سوار ہوا۔ گاڑی میں مجھے تیز بخار ہو گیا۔ عصر کے وقت خاکسار نے ٹکٹ اور جو نقدی میرے پاس تھی۔ وہ اپنی والدہ صاحبہ کو زنانہ ڈبہ میں دے دی۔ اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہیں رہا۔ جب مجھے ہوش آیا تو دیکھا پلیٹ فارم سے باہر جہاں جلے ہوئے' انجن کے کوئلوں کا ڈھیر تھا۔ اس پر پڑا ہوں اندھیری رات تھی بخار اتر چکا تھا۔ پیاس شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ اٹھ کر پلیٹ فارم پر گیا۔ بورڈ پر صادق آباد اسٹیشن لکھا تھا۔ پانی ڈھونڈا پانی کہیں نہ ملا۔ ایک چارپائی پر واچ مین سویا ہوا تھا۔ اس سے پانی کا پوچھا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے کنواں بتایا۔ کنویں پر جا کر دیکھا ڈول یا تل کچھ بھی نہ تھا۔ اپنے گلے سے قمیض اتار کر نیچے لٹکا کر بھگو کر پانی منہ میں نچوڑا۔ پانی کڑوا لگا اس لئے تھوک دیا۔ دیکھا تو واچ مین اٹھ کر کہیں چلا گیا تھا۔ میں اس کی چارپائی پر لیٹ گیا۔ مگر نیند کہاں فکر اور تشویش دامن گیر کہ اکیلی عورتیں کہاں جائیں گی اور ان کا کیا بنا ہو گا۔ وہ افراتفری کا زمانہ تھا۔ خدا خدا کر کے سحر کے آثار ظاہر ہوئے تو اسٹیشن پر چائے والوں نے سٹال کھولے اٹھ کر سٹال پر گیا۔ اس سے پوچھا کہ رات یہاں سے گاڑی کس وقت گزری تھی۔ اس نے بتایا کہ کل مغرب کے وقت صادق آباد سٹیشن سے گاڑی گزری تھی۔ اور میں نہ جانے بخار کی بیہوشی میں گاڑی سے کیسے اترا اور جلے ہوئے کوئلوں کے ڈھیر پر کیسے پہنچ گیا۔ میں نے سٹال والے کو اپنی روداد سنائی۔ اور بتایا کہ میرے پاس کرایہ بھی نہیں ہے۔ جو آگے سفر کر سکوں۔ اور نہ جانے عورتوں اور بچے کے ساتھ کیا بیتی ہو گی۔ اس اللہ کے بندے نے مجھے تسلی دی اور مجھے چائے اور بسکٹ کھلائے۔ اور کہا کہ اب جو صبح دس بجے کراچی جانے والی گاڑی آئے گی۔ اس میں برف اور سوڈا واٹر والا ڈبہ ہمارا ہے۔ تم میرے ساتھ برف والے ڈبہ میں بیٹھ جانا اور حیدر آباد سندھ سٹیشن پر پہنچ کر اپنے اہل خانہ کو دیکھ لینا۔ اگر وہاں نہ ملے تو ہمارے ساتھ کراچی تک چلے چلنا۔ پھر جب دس بجے گاڑی آئی تو میں ان کے ساتھ سوار ہو گیا۔ حیدر آباد سٹیشن پر اتر کر اپنے اہل خانہ کو تلاش کیا۔ تو ایک طرف روتے ہوئے غم سے نڈھال بیٹھے مل گئے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور ریل گاڑی میں جا کر اس برف والے کا شکریہ ادا کیا۔ اس کی یہ نیکی جب بھی یاد آتی ہے تو دل کی گہرائیوں سے اس احسان کرنے والے کے لئے دعا نکلتی ہے۔ اگر وہ میرے ساتھ ہمدردی نہ کرتا تو نہ جانے ہمارے ساتھ کیا گزرتی۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نیکی کا اگر وہ زندہ ہے تو اس دنیا میں اگر وفات پا گیا ہے تو اگلے جہان میں بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرماوے۔ آمین

تعارف

ٹیکنیکل میگزین - 97-1996ء

احمدی آرکیٹیکٹس اور انجنیئرز کی بین الاقوامی ایسوسی ایشن اپنا ایک مجلہ شائع کرتی رہتی ہے جس کا نام ٹیکنیکل میگزین رکھا گیا ہے۔ زیر نظر شمارہ (-) اصول کی فلاسفی کے سو سال پورے ہونے کی مناسبت سے شائع کیا گیا ہے۔

مجلّے پر کوئی ذکر نہیں کہ اس کا مرتب کون ہے؟

اس مجلّے کے خاص خاص مضامین یہ ہیں (-) اصول کی فلاسفی کے سو سال از انجنیئر محمود مجیب اصغر صاحب (-) اصول کی فلاسفی اور جدید طبیعات از ڈاکٹر رفیق احمد ساہی۔ انجنیئرز اور آرکیٹیکٹس کی ایسوسی ایشن کے سالانہ کنونشن 1995ء منعقدہ ربوہ کی رپورٹ از انجنیئر نوید اطہر شیخ' اطلاعات کا انقلاب اور سوسائٹی از انجنیئر افتخار محمود احمد' انٹرنیٹ سے رابطہ کرنا از سٹوڈنٹ انجنیئر مسعود ناصر' ماحول کی حفاظت از آرکیٹیکٹ مامون اے شیخ' پانی کو صاف کرنا از انجنیئر مرزا مظفر احمد' الیکٹریکل لوڈز میں پاور فیکٹر کی اہمیت از انجنیئر کامران اشرف' بندرگاہوں کی انجنیئرنگ' پلاننگ اور انتظامی ضروریات از انجنیئر مرزا طاہر احمد ASIC آرکیٹیکچر کا ارتقاء از انجنیئر فیصل سہیل۔ جیو ٹیکسٹائل از انجنیئر مظفر احمد

اس کے علاوہ کلام الامام' ڈاکٹر عبدالسلام' معیاری کتب' ایسوسی ایشن کی خبریں' اور سائنس اور ٹیکنالوجی کی خبریں بھی مجلّے کی زینت ہیں۔ مجلّے کی زبان انگریزی ہے۔ طباعت اور کاغذ اعلیٰ درجے کا ہے۔ مجلّے کا آغاز حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ایک اقتباس سے کیا گیا ہے۔ یہ ارشاد حضرت صاحب نے ایسوسی ایشن کے کنونشن 1983ء کے موقع پر فرمایا تھا۔ بحیثیت مجموعی یہ مجلّہ ایک محنتی کاوش ہے۔ اور ایسوسی ایشن کے اعلیٰ معیار کا آئینہ دار ہے جملہ احمدی آرکیٹیکٹس اور انجنیئر صاحبان کو چاہئے کہ وہ اس پرچے کو خریدیں۔ پڑھیں اور اس میں حصہ لیں۔

اس کے علاوہ اہل قلم علماء سائنس' فن' صنعت و حرفت کو چاہئے کہ اپنے بیش قیمت مضامین سے نوازیں۔ فرمیں اور کاروباری حضرات اپنے اشتہارات بھجوائیں۔ اشتہارات کا نرخ درج ذیل ہے۔

1- قیمت فی کاپی 00-100 روپے
2- اشتہار پورا صفحہ 00-5000 روپے
3- اشتہار نصف صفحہ 00-2500 روپے
4- بزنس کارڈ 00-200 روپے

(ی-س-ش)

OOO

تعارف

ڈاکٹر منور احمد صاحب کی تالیف "کرم الٰہی"

پروفیسر میاں محمد افضل

کتاب "کرم الٰہی" حضرت ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پر کرم الٰہی کی ایک روح پرور داستان ہے۔ ایک سوانح حیات جو انوکھے رنگ میں لکھی گئی۔ ایک ہدیہ عقیدت جو موصوف کے قابل پوتے محترم ڈاکٹر منور احمد نے دلکش انداز میں پیش کیا۔ سوانح نگار نے محترم کرم الٰہی صاحب کے سرمایہ حیات کا تنکا تنکا اکٹھا کیا۔ اسے مجتمع کیا' پھر لائبریریوں کو کھنگالا' تاریخ پاک و ہند کے ورق الٹے' متعلقہ تاریخی مواد یکجا کیا اور پھر اس کو سوانح سے اس خوبصورتی سے پیوست کیا کہ قاری شہروں اور علاقوں کی تاریخ سے بھی شناسا ہوتا ہے۔

اس ماضی و حال کی داستان سے ایک شخصیت ابھرتی ہے جو بڑی ہی پروقار' بڑی متاثر کرنے والی ہے۔ سوانح نگار تاریخ کے اوراق تو الٹتے جاتے ہیں مگر ہماری توجہ ایک لحظہ کے لئے بھی مرکزی کردار سے نہیں ہٹتی۔ جوں جوں ہم آگے بڑھتے ہیں ایک معزز بزرگ' ایک پروقار شخصیت' ایک قابل صد احترام ہستی ہمارے قریب تر ہوتی جاتی ہے۔ ورق گردانی کرتے جائیں تو حضرت ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کی شخصیت کے رنگ نکھرتے جاتے ہیں۔

بڑی محبت سے جمع کی ہوئی بے شمار اسناد اور تعریفی خطوط ان کی پیشہ ورانہ صلاحیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ اور قریب آئیں تو جناب کرم الٰہی کا زہد و تقویٰ' ان کی دیانتداری و پرہیزگاری ان کی سلسلہ کے لئے خدمات' ان کی اپنی اولاد کی خوبصورت رنگ میں تربیت ان کی شخصیت کو مزید پرکشش بناتے ہیں۔ اور قاری کو اپنے طرف کھینچتے ہیں۔ سوانح نگار کا یہ اختراع بھی خوب ہے کہ انہوں نے موصوف کے خاندان سے بھی بھرپور تعارف کروایا ہے۔ یہاں بھی کئی ستارے جگمگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بڑی قابل ہستیاں' بڑے لائق انسان' سب حضرت کرم الٰہی صاحب کی دعاؤں کا ثمر' ایک بار آور درخت کی سرسبز و شاداب کونپلیں۔

اس قابل رشک بزرگ سے بھرپور انداز میں متعارف کرانے کا سہرا بندھتا ہے ان کے پوتے محترم ڈاکٹر منور احمد صاحب کے سر۔ نہ جانے اتنے مصروف ڈاکٹر نے اتنا وقت کیسے نکال لیا؟ مگر یہ قربانی تو ان کی محبت' ان کے اپنے عظیم دادا کی عزت و احترام کا ایک ادنیٰ ثبوت ہے کہ انہوں نے اپنے جد امجد کے کوائف یکجا کئے ان کی اسناد ڈھونڈ نکالیں' بلکہ اس جگہ جہاں سے آں محترم کا تعلق بندھا' اس کی تاریخ کا بھی انہوں نے کھوج لگایا۔

میڈیکل سکول کا ذکر آیا تو کتاب کے صفحوں میں اس کی تاریخ کی ایک جھلک نظر آ گئی۔ لاہور' ملتان' جہلم کی بات چھڑی تو ان کے تاریخی حقائق سامنے آ گئے۔ الغرض سوانح نگاری اور تاریخی حقائق کا ایک خوبصورت امتزاج پیش کر کے سوانح نگار نے اس کتاب کی دلکشی اور افادیت میں اضافہ کیا ہے۔ اور پھر سوانح نگاری کا یہ انداز کہ ممدوح کے دیگر عزیزوں اور دوستوں کی تحریرات شامل کر کے ایک نئی روایت قائم کی ہے۔ یہ اضافہ آنمحترم کی شخصیت پہ نہ صرف مزید روشنی ڈالتا ہے۔ بلکہ اس کے بغیر تعارف ادھورا رہ جاتا۔ ہم پہلے حصے میں ایک قابل اور لائق ڈاکٹر سے تو متعارف ہوتے ہیں۔ مگر وہ اپنوں اور غیروں سے کیسا برتاؤ کرتے ہیں' ایک سربراہ خاندان کی حیثیت سے انہوں نے کیا رول ادا کیا' انہوں نے جو محبت کا الاؤ جلایا' جو الفت کی چنگاریاں سلگائیں انہوں نے کتنوں کو اس گھر کی طرف کھینچا۔ کتنے عقیدت مند ان کی شخصیت کی مقناطیسیت سے کشاں کشاں ان فاطمن بے تکلف کی طرف بڑھے۔ یہ سب نظارے ہمیں کتاب کے دوسرے حصہ میں ملتے ہیں۔

اس طرح یہ کتاب ایک اچھی سوانح حیات' محنت و عرق ریزی کا ایک اچھا نمونہ اور ایک

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری خالد سیف اللہ خان' نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا

مکتوب آسٹریلیا

اپنے بچوں کو جنسی بے راہ روی سے بچائیں

پوپ نے حال ہی میں جنسی تعلیم پر مبنی ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آج سیکولر معاشرہ میں جنسی تعلقات کو عوام کی نظروں میں غیر اہم اور معمولی بات قرار دینے کی مہم جاری ہے۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اس مہم کے بد اثرات سے بچانے کی کوشش کریں اور اس سلسلہ میں خود اپنی پاک وصاف اعلیٰ زندگی کا نمونہ بچوں کے سامنے پیش کریں بالخصوص اپنی بچیوں کو پیدائش کے منظر نہ دکھائیں جس سے ڈر کر بعد میں وہ مائیں بننے سے گریز کرنے لگیں۔ محفوظ جنسی تعلقات (Safe Sex) کے مسموم پراپیگنڈا کی یلغار سے بچائیں' عفت کو اپنا شعار بنائیں اور جنسی تعلقات کو شادی کے بندھن کے اندر محدود رکھیں اور اس طرح ایڈز کی بیماری سے بھی بچیں۔

پوپ کی ہدایت بڑی مناسب اور بروقت ہے اور خصوصاً مغربی معاشرہ کو اس کی بہت ضرورت ہے۔ یہ ایسی بات ہے جس میں تمام مذاہب کے پیروکار ان کے ساتھ تعاون کرسکتے ہیں۔

مذاہب کے باہمی تعاون کے سلسلہ میں یاد آیا کہ کچھ عرصہ قبل احمدیہ ٹی وی پر سوال و جواب کے ایک پروگرام میں حضرت صاحب سے کسی نے سوال پوچھا کہ دنیا میں مختلف مذاہب دشمنی' نفرت اور اختلاف پیدا کرنے کا موجب بنے ہوئے ہیں جو دنیا کے امن کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ آپ اس کا کیا حل پیش کرتے ہیں اور آپ کی جماعت اس غرض کے لئے کیا کر رہی ہے۔ حضرت صاحب نے جو لطیف جواب دیا اس کا مفہوم خلاصتاً یہ تھا کہ ہر مذہب کی تعلیم کے دو حصے ہوتے ہیں ایک عقائد کا اور دوسرا باہمی تعلقات کو ٹھیک رکھنے کے لئے اخلاقی تعلیم کا۔ جہاں تک عقائد اور ایمانیات کا تعلق ہے یہ بندے اور خدا کا باہمی معاملہ ہے اور مرنے کے بعد خدا ہی اس کی جزاء دے گا۔ چونکہ (کلام الٰہی) کے مطابق مذہب میں جبر جائز نہیں اس لئے اس کو اختلاف کے باوجود دشمنی اور نفرت کی بنیاد نہیں بنانا چاہئے۔ دوسرے حصہ کے بارہ میں بھی خدا نے یہ کہہ کر اے اہل کتاب آؤ اس بات پر متحد ہو جاؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے۔ ایک اصول اتفاق و اتحاد کا سمجھایا ہے چونکہ سب مذاہب کی بنیادی اخلاقی تعلیم ایک جیسی ہے لہٰذا سب اہل مذاہب اس پر اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ دنیا میں امن قائم کرنے کا یہی طریق ہے کہ اختلاف عقائد کا حق سب کو دیا جائے اور اسے حوالہ بخدا کر کے بنیادی اخلاقی تعلیم پر باہم تعاون کیا جائے اور ہماری جماعت مذہبی دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اس تعلیم کو پیش کر رہی ہے۔

پوپ کا ارشاد تورات کے دس احکام کے مطابق ہے بکلام الٰہی تو اہل کتاب کو مشترک تعلیم پر اتحاد کی دعوت پہلے ہی سے دے چکا ہے لہٰذا یہودی' عیسائی اور مسلمان اگر ان احکام پر عمل کرنے کے لئے خلوص دل سے تعاون کریں تو مذہبی دنیا امن کا منہ دیکھ سکتی ہے۔ ان احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ توحید پر قائم رہو۔ خدائے واحد کے سوا کسی کو خدا نہ مانو' نہ کسی مجسمہ یا تصویر کی پرستش کرو' خدا کا نام احترام سے لو یعنی خدا خوفی سے کام لو۔ والدین کا احترام کرو' قتل نہ کرو' زنا نہ کرو' چوری نہ کرو' جھوٹی گواہی نہ دو اور دوسرے کے مال و عزت پر حسد اور لالچ کی نظر نہ ڈالو۔

بچہ کی پیدائش کے وقت ضائع ہونے والے خون کا مفید استعمال

رحم مادر میں اللہ تعالیٰ نے بچہ کو آکسیجن اور غذائیت بہم پہنچانے کے لئے جو نظام عطا کیا ہے Placentas and Umbilical Cords)

پیدائش کے وقت اس میں سے جو خون رستا ہے وہ غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے۔ آسٹریلیا کے ڈاکٹروں نے بجائے ضائع کرنے کے اسے اکٹھا کرنا شروع کر دیا ہے اور جس بلڈ بینک میں اسے محفوظ رکھتے ہیں اس کا نام The Australian Cord Blood Bank ہے۔ پروفیسر مارکوس واولز (Marcus Vowels) نے بتایا ہے کہ یہ بہت قیمتی خون تھا جو پہلے ضائع کیا جا رہا تھا اس میں ہڈیوں کے گودے کے خلیات عام خون کی نسبت دس گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ اس گودے (Bone Marrow) کے خلیات (Cells) خون بنانے کے نظام کے لئے بطور تعمیر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس خون کے ذریعہ بچوں کے لیکومیا (Leukaemia) کا علاج کیا جائے گا جبکہ آج کل ہڈیوں کا گودا اس غرض کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اس خون کا استعمال ابھی تجرباتی مراحل میں سے گزر رہا ہے۔ یہ خون پندرہ سال تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

(سڈنی مارننگ ہیرلڈ۔ 20۔ جون 1995ء)

برونائی کے سلطان کی شاہ خرچیاں

سلطان آف برونائی (Brunei) دنیا کے امیر ترین شخص سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی دولت کا اندازہ تینتیس بلین ڈالر (33 ملین ڈالر) لگایا جاتا ہے۔ وہ اپنی شاہ خرچیوں (جن کو فضول خرچیاں کہنا غالباً زیادہ مناسب ہو گا) کے لئے بھی مشہور ہیں۔ اس کی ایک مثال سڈنی کے اخباروں میں شائع ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

نومبر 1995ء کے پہلے ہفتہ میں آک لینڈ نیوزی لینڈ میں دولت مشترکہ کے سربراہوں کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ اس موقعہ پر سلطان آف برونائی بھی آک لینڈ آ رہے ہیں۔ انہوں نے یہاں 15 ملین ڈالر کے صرفہ سے چند روزہ قیام کے لئے خود اپنا انتظام کیا ہے۔ ان کے ایلچی یہاں پہلے ہی پہنچ گئے تھے جنہوں نے نیوزی لینڈ کے سب سے مہنگے پانچ مکانات خرید لئے تاکہ وہ اور ان کی بیگمات آرام سے رہ سکیں۔ ان مکانات کی قیمت 13 ملین ڈالر ہے اور ان کو زر کثیر خرچ کر کے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ بادشاہ کو خاص طور پر سیاہ سنگ مرمر اور سونے کے ساز و سامان کا شوق ہے۔ کہانی اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ سلطان پہلے شہر کے سب سے مہنگے ہوٹل کی سب سے اونچی منزل خریدنا چاہتے تھے لیکن جب مالک نہ مانا تو پھر شہر کے سب سے مہنگے مضافات میں مکانات خریدنا شروع کر دیئے۔ دولت مشترکہ کے سربراہان کی سابقہ میٹنگ قبرص میں ہوئی تھی جہاں سلطان نے شیراٹن (Sheraton) ہوٹل اور فور سیزنز (Four Seasons) ہوٹل کی سب سے اونچی منزلیں خرید لی تھیں۔ فور سیزنز ہوٹل کے سٹاف کو آتے ہوئے جو ٹپ سلطان نے دی تھی وہ ایک لاکھ ستر ہزار امریکی ڈالر تھی۔ سعودی عرب اور خلیج کی ریاستوں کے حکمرانوں کی شاہ خرچیاں کچھ کم نہیں ہیں۔ کاش ان کو یہ دولت کسی نیک کام پر خرچ کرنے کی توفیق ملے۔

برونائی جنوب مشرقی ایشیاء کا ایک چھوٹا سا ملک ہے جس کا رقبہ 2226 مربع میل ہے اس کے شمال کی طرف ساؤتھ چائنا سی (South China Sea) اور تین اطراف ملیشیا ہے۔ آبادی کا دو تہائی حصہ ملائی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ چینی نسل آبادی کا چوتھا حصہ ہے اور تجارت زیادہ تر ان کے ہاتھ میں ہے۔ ان کا مذہب عیسائیت ہے یا بدھ مت۔ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ پانی کے نیچے پٹرول اور گیس کی دولت کا خزانہ موجود ہے جس کی وجہ سے ملک بہت خوشحال ہے۔ اندازہ ہے کہ مزید بیس پچیس سال تک یہ خزانہ ساتھ دے گا۔ زمین بہت زرخیز اور ہموار ہے۔ ملک کے درمیان میں سے برونائی دریا بہتا ہے اور ملک کا اندرونی حصہ گھنے جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے۔ دس فیصد لوگ پٹرولیم کی صنعت میں ہیں اور 50% حکومت کے محکمہ جات میں کام کرتے ہیں۔ اوسط درجہ حرارت 80 ڈگری فارن ہیٹ اور بارش 100 انچ سالانہ ہے۔ کچھ لوگ زراعت' جنگلات' مچھلی پکڑنے اور صنعت وغیرہ پر کام کرتے ہیں۔

الوؤں کا گھرانہ ایک ہی غار کو 35 ہزار سال سے استعمال کر رہا ہے

آسٹریلیا کے سائنسدان یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کالے رنگ کا جنگل کا باسی الو اور اس کے آباء و اجداد Jenolan کی ایک غار میں 35000 سال سے اسی جگہ پر اب تک رہ رہے ہیں۔ ان سالوں کی ہر شام کو ہر اُلو تقریباً نصف کلو کا شکار مار کر اپنی مادہ اور بچے کے لئے لاتا رہا ہے۔ اس قسم کے الو شکار کو سالم نگل لیتے ہیں اور ہڈیاں' بال اور ڈھانچے جو نہ نگل سکیں وہ جگالی کر کے باہر پھینک دیتے ہیں۔ الوؤں کے اس خاندان میں ہمیشہ سے نر کماتا ہے یعنی شکار کرتا ہے اور مادہ گھر رہ کر اپنے بچے کو پالتی ہے۔ ان کے گھر کا کوڑا کرکٹ جو غار کے پاس ملا ہے سائنسدانوں کے نزدیک وہ ایسی کھڑکی ہے جس میں سے وہ گزشتہ سولہ ہزار سال کے دوران ارد گرد کے ماحول میں جو کچھ ہوتا رہا ہے اسے دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کوئلہ کی تہوں کی عمر سے معلوم کیا ہے کہ نو ہزار سال قبل وہاں سخت آگ لگی تھی اور پانچ ہزار سال پہلے شدید مرطوب موسم آیا تھا۔ اس عرصہ میں کم از کم دو مرتبہ آندھی آئی تھی اور سولہ ہزار سال قبل کے مقابلہ میں آج کل آٹھ درجے زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ یعنی گرمی آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے۔ نو ہزار سال قبل تک الوؤں کا یہ گھرانہ زیادہ تر چوہوں کا شکار کیا کرتا تھا لیکن بعد میں گرمی بڑھنے کی وجہ سے وہ چوہے غائب ہو گئے۔ آسٹریلیا میں یورپین اقوام کے بعد یہ الو خرگوشوں اور بلیوں کا شکار بھی کرتے رہے۔ ان کے ڈھانچے 200 سال سے زیادہ پرانے نہیں ہیں لہٰذا خرگوش اور بلیاں گوروں کے ساتھ آئیں۔ آسٹریلیا کے عجائب گھر کے پرندوں کے ماہر مسٹر والٹر بولز نے کہا کہ الوؤں کی یہ کھوہ نہ صرف آسٹریلیا میں بلکہ شاید دنیا بھر میں منفرد ہے۔ (سڈنی مارننگ ہیرلڈ 9۔ ستمبر 95ء)

الوؤں کو ہم بے وقوف سمجھتے رہے لیکن وہ تو بہت سمجھدار نکلے۔ پینتیس ہزار سال بلکہ اس سے بھی بہت پہلے سے اپنی خاندانی روایات کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں اور زمانہ کے حوادث و انقلابات بھی ان کے پائے استقلال کو جنبش نہیں دے سکے۔

بقیہ صفحہ 3

پڑھنے کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے اور علم جو ایک ناپید اکنار سمندر ہے اس کے ساحل پر ہی کھڑے رہنے کو کافی سمجھتے ہیں۔

دراصل پڑھنے لکھنے کا شوق ایک عادت چاہتا ہے جس کی آبیاری کی ضرورت ہے۔ یہ بے شک ایک محنت طلب کام ہے مگر انسان کی تہذیب اور انسان کے بہتر سے بہتر انسان بننے کے لئے ضروری ہے۔ انسان دنیا میں محض کھا پی کر سو رہنے کے لئے پیدا نہیں ہوا کیونکہ یہ کام تو جانور بھی سرانجام دے رہے ہیں انسان کی پیدائش کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ نوع انسانی کے لئے مفید و با اخلاق اور خدا تعالیٰ کی نظر میں ایک باخدا انسان بنے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حصول علم کے ذریعہ وہ اپنے آپ کو جتنا بھی صیقل کرے کم ہے۔ علم حاصل کرنے کے لئے پڑھنا ایک عادت ہونی چاہئے۔

حال ہی میں میں نے دنیا کے ایک نامور رسالہ میں یہ مضمون پڑھا کہ پڑھنے کی عادت بچے کی پیدائش کے پہلے دن ہی سے ڈالنی چاہئے۔

ماہرین نفسیات بھی اس بات کے قائل ہو چکے ہیں کہ بچہ کے علم حاصل کرنے کا سلسلہ اس کی پیدائش سے ہی شروع ہو جاتا ہے بلکہ یہ کہ علم حاصل کرنے کا ملکہ یا خوبی ان ابتدائی ایام میں ہی شدید اور نہایت نتیجہ خیز ہوتی ہے اور بچہ اپنی پیدائش سے لے کر پانچ سال تک کی عمر میں اپنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیت کی تکمیل کرلیتا ہے۔ یعنی اس نے آئندہ چل کر کیا بننا ہے گویا یہ ابتدائی پانچ سال بچے کی فطرت میں اعلیٰ اوصاف کی تخم ریزی اور آبیاری کے سال ہیں اس بیج سے ہی اس کی آئندہ شخصیت کا پودا بڑھتا' پھیلتا پھولتا بار آور ہوتا اور تناور درخت بنتا ہے۔ لہٰذا والدین کے لئے ضروری ہے کہ ان ابتدائی سالوں میں ہی بچے کے اندر اعلیٰ اوصاف اور عادات پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

ان اعلیٰ اوصاف و عادات میں سے علم حاصل کرنے کا اور علم حاصل کرنے کے لئے خود کتابیں پڑھنے اور اکتساب علم کرنے کی عادت سب سے اہم ہے کلام الٰہی کا علم بھی تو آپ سے مطالعہ چاہتا ہے کلام الٰہی اسی وجہ سے ایک کتاب کی صورت میں نازل ہوا اور بنی نوع انسان کو دیا گیا ورنہ دنیا میں محض واعظ اور مقرر پیدا ہوتے رہتے جو زبانی طور پر انسان کی اصلاح کی کوشش کرتے مگر کتاب دینے کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس کتاب کو خود پڑھے اور سمجھے اور ممکن ہو تو دوسروں کو پڑھائے اور سمجھائے۔

کلام الٰہی کو پڑھنا در اصل کائنات اور زندگی کو سمجھنا ہے۔ دنیا کا جتنا علم دیگر کتب میں موجود ہے وہ بھی کائنات اور زندگی کے کسی نہ کسی رخ کو پیش کرتا ہے۔ لہٰذا وسعت مطالعہ بہت ضروری ہے۔

آج ہم کو یہ فکر ہے کہ کتابیں تو ڈھیروں ڈھیر لکھی جارہی ہیں کتابیں لکھنے ولے اپنا خون جگر کر کے زندگی اور کائنات کے بارے میں اپنا اپنا نقطہ نظر بیان کر رہے ہیں اور علم و حکمت کے خزانے پیش کر رہے ہیں۔ مگر ان سے اکتساب کرنے والوں کی تعداد محدود ہے۔ کتاب پڑھنے کو مشقت کا کام سمجھا جانے لگا ہے۔

لہٰذا کتاب پڑھنے کو ایک شوق' عادت اور تفریح بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ماں بچے کو ابتداء سے ہی کتاب سے مانوس کرے۔ بچہ سمجھے یا نہ سمجھے ماں اس کے سامنے کتاب پڑھے' اسے کچھ نہ کچھ کتاب میں سے پڑھ کر سنائے۔ کتاب کو اس کے قرب و جوار میں رکھے۔ اور کتاب میں بچے کی دلچسپی پیدا کرے۔ جوں جوں بچہ بڑا ہونے لگے کتاب کی نوعیت میں بھی فرق پیدا کرے۔ اور یوں کہانیوں قصوں سے نکل کر سائنسی اور جغرافیائی اور تاریخی معلومات بڑی آسانی سے بچے کے ذہن میں منتقل کی جاسکتی ہیں اور بچے میں ان کے لیے دلچسپی پیدا کی جاسکتی ہے۔

ہمارے بچوں کے لئے کلام الٰہی کو اپنے روزمرہ کے مطالعہ کا حصہ بنانا اور سلسلہ کی کتب کا پڑھنا از بس ضروری ہے۔ لیکن بچوں کے مطالعہ کی حدود کو محض دینی کتب تک محدود رکھنا کافی نہیں اس کے علاوہ بھی مضر اور مخرب اخلاق لٹریچر کو چھوڑ کر جتنا بھی مطالعہ کرے کم ہے اور بچوں کو اپنے مطالعہ کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے یہ تبھی ممکن ہے کہ مائیں شعوری طور پر یہ شوق شروع سے بچے کے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود بھی باقاعدگی سے کچھ نہ کچھ مطالعہ کریں۔ شعر و ادب کا مطالعہ اس سلسلہ میں بہت دلچسپ اور مفید ہے۔

ooo

بقیہ صفحہ 4

Su (3) symmetry of strong Interactions کے ضمن میں اہم کامیابی حاصل کی۔ سلام صاحب کا ذاتی میدان شوق "Gauge theories" کو استعمال کرتے ہوئے بنیادی طاقتوں کو متحد کرنا تھا۔

1954ء میں ینگ اور ملز نامی طبیعات دانوں نے "Strong interaction" کے سلسلے میں ایک اہم کام پیش کیا۔ سلام صاحب نے اپنے ایک ساتھی جان وارڈ کے ساتھ مل کر مندرجہ بالا کام کی طرز پر "Weak Interactions" کی تشریح کی۔ یہ تحقیق بڑھتے بڑھتے 1967ء میں آپ کی "Electro weak theory" پر منتج ہوئی۔ آپ کے نظریہ نے چند واضح پیش گوئیاں کی تھیں۔ مثلاً W اور Z نامی نئے بنیادی ذرات اور "Neutral Currents" کی موجودگی۔ بعد میں یہ سب چیزیں نہایت شان سے یورپ کی تجربہ گاہ "Cern" میں ثابت ہو گئیں۔

اس کامیاب نظریہ کے پیش کرنے پر آپ اور شیلڈن گلاشو اور اسٹیون وائن برگ (جن کا تعلق امریکہ سے ہے) کو 1979ء میں طبیعات کا نوبل انعام پیش کیا گیا۔ سلام صاحب نے اپنا کام جاری رکھا اور Higher symmetries اور مزید طاقتوں کے اتحاد کے لئے مصروف عمل رہے۔

آپ کو ریسرچ جاری رکھنے کی خاطر اپنا ملک چھوڑنے پر بہت دکھ تھا چنانچہ آپ نے یہ عزم کیا کہ دوسروں کو ایسی مشکل سے بچانے کے لئے کچھ کر گزریں گے۔ آپ کے ذہن رسا میں ایک ایسے اعلیٰ مرکز کے قیام کا نقشہ ابھرا جہاں تیسری دنیا کے غریب ممالک سے نظری طبیعات دان بار بار آکر عالمی معیار کی تحقیق سے فائدہ اٹھائیں۔ اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپ نے انٹرنیشنل اٹامک ایجنسی کے سامنے پاکستانی نمائندے کے طور پر یہ بات رکھی۔ بالآخر وہ لوگ قائل ہو گئے۔ پھر آپ نے اٹلی کی حکومت کو بھی اس مرکز کے قیام کے لئے زیادہ تر رقم مہیا کرنے پر آمادہ کرلیا چنانچہ یہ مرکز ٹریسٹ میں قائم کئے جانے پر بات طے ہو گئی۔

یہ مرکز International center for theoretical Physics (ICTP) کہلاتا ہے۔ یہ 1964ء میں بنا۔ سلام صاحب اس کے سربراہ مقرر ہوئے۔ یہ مرکز نظری طبیعات کے بہت سے مضامین کی ترقی کے لئے کام کرتا ہے۔ تیسری دنیا کے بہت سے طبیعات دان یہاں بار بار آکر فیض پاتے ہیں اور واپس اپنے اپنے ملک میں جاکر خدمات بجالاتے ہیں۔ سلام صاحب نے ان آنے والے مہمان سائنس دانوں کے ساتھ مل کر کام بھی کیا۔ آپ یہ خصوصی شفقت نوجوان سائنس دانوں کے ساتھ بالخصوص کیا کرتے تھے۔

سلام صاحب کے ساتھ براہ راست کام کرنا بھی بڑے دل گردے کا کام ہوا کرتا۔ بہت سوں نے یہ چیلنج قبول کیا لیکن کم ہی تھے جو کام کا دباؤ زیادہ دیر برداشت کرسکے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ سلام صاحب کے لئے مسلسل 15۔ گھنٹے کام کرتے رہنا ایک عام سی بات تھی سو آپ یہ حسن ظن رکھتے کہ آپ کے ساتھ تحقیق کرنے والا نوجوان سائنس دان بھی ایسا ہی جذبہ رکھتا ہو گا۔

عموماً ایسا ہوتا کہ آپ کے ساتھ کام کرنے والوں کو صبح 5 بجے فون کی گھنٹی نیند سے جگا دیتی۔ یہ فون سلام صاحب کا ہی ہوتا تھا۔ آپ علی الصبح جاگ جایا کرتے تھے۔ پھر فون ہوتا اور سلام صاحب۔ آپ جاری تحقیق کے بارے میں اپنے تازہ خیالات کا اظہار کرتے۔ طویل قسم کے ریاضیاتی فارمولے بیان کرتے اور وہ بھی بڑی رفتار کے ساتھ۔ فارمولوں کی باریک شقیں بیان کرتے وقت وہ عام طریقہ کار سے ہٹ کر اپنا ایک ذاتی انداز اپناتے۔ اور اس طرح فارمولوں کو چار چاند لگ جاتے۔

جہاں آپ کے ساتھ کام کرنا ایک مشکل امر تھا وہاں آپ ایک مقناطیسی شخصیت کے مالک تھے جو اپنے رفقاء کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ ان رفقاء میں ہر طرح کے افراد شامل تھے۔ ساتھی سائنس دان بھی اور ICTP کے دفتر کا عملہ بھی جو آپ کے دفتری امور کو سنبھالتا تھا۔

سلام صاحب کی ذات میں گہرائی تھی۔ آپ سے ملنے والوں کو مختلف حالات میں آپ سے ملاقات کر کے مختلف تجربات ہوتے۔

آپ کے نوجوان رفقاء کے دلوں میں ہمیشہ آپ کے لئے بہت عزت اور محبت کے جذبات موج زن رہتے۔ اور اب ان کے پاس "سلام صاحب کے واقعات" کے نام سے (آپ کے پاکیزہ مزاح اور گرم جوش شخصیت کی باتیں) ایک بڑا ذخیرہ ان کے ذہنوں اور دلوں میں محفوظ ہے۔ امید ہے کبھی وہ یہ سب کچھ بیان کریں گے۔

1958ء اور اس کے بعد کے سالوں میں آپ صدر ایوب خاں کے سائنسی مشیر رہے۔ آپ نے عالمی امور میں اہم کردار ادا کیا۔ مثلاً آپ اقوام متحدہ کی مشاورتی کمیٹی برائے سائنس اور ٹیکنالوجی کے ممبر اور صدر رہے اور اہم فرائض سرانجام دیئے۔

صدر ایوب کے بعد پاکستانی حکومتوں سے آپ کے تعلقات رفتہ رفتہ ماند ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ 1974ء میں یہ تعلقات تقریباً ختم ہو گئے۔ کیونکہ ذوالفقار علی بھٹو نے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ سلام صاحب اس جماعت کے فرد تھے۔ اس مذہبی منافرت کے باعث سلام صاحب کی اپنے ملک میں کماحقہ قدر نہیں ہوئی۔

آپ ہمیشہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ تیسری دنیا کی ترقی کے لئے یہ ازحد ضروری ہے کہ اس کے ممالک اپنے ہاں سائنس اور ٹیکنالوجی کا بنیادی ڈھانچہ بہتر بنائیں۔ آپ اسلامی ممالک پر بالخصوص زور دیتے کہ وہ سائنس میں دوبارہ آگے آئیں۔ اس موضوع پر آپ کے مضامین میں ایک خاص درد پایا جاتا ہے۔ آپ کا ایک اور اہم کارنامہ تیسری دنیا کے لئے "تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنس" نامی ادارہ کا قیام ہے آپ اس کے پہلے صدر تھے۔

سلام صاحب کو ان گنت اعزازات عطا ہوئے۔ جن میں اعزازی طور پر Knight بنایا جانا (KBE)۔ امریکہ اور (سابق) سوویٹ یونین کی سائنس اکیڈمیوں کی رکنیت۔ بھی شامل ہیں۔ صرف 33 برس کی عمر میں آپ رائل سوسائٹی (انگلینڈ) کے ممبر بنے۔ آپ سب سے کم عمر ممبر تھے۔ بعد ازاں اس سوسائٹی کا سب سے بڑا انعام کوپلے میڈل بھی آپ کو پیش کیا گیا۔ آپ انسی ٹیوٹ آف فزکس کے بھی اعزازی ممبر تھے۔

1980ء کے عشرے کے وسط سے آپ کو اعصابی تکلیف شروع ہوئی جو رفتہ رفتہ بڑھتی گئی۔ اور زندگی کو مشکل بناتی رہی۔ لیکن آپ نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا۔ آپ پیچھے نہیں ہٹے نظری طبیعات میں نئے نئے افکار پر تحقیقی کام جاری رکھا اور تیسری دنیا کی بہتری کے لئے کام کرتے رہے۔

آپ نے سلامتی کے ساتھ آکسفورڈ میں اپنے گھر میں علی الصبح 21۔ نومبر 1996ء کو رحلت فرمائی۔

ooo

بقیہ صفحہ 5

لائق پوتے کا اپنے عظیم دادا کو خراج عقیدت ہے۔ اللہ کرے جو وجود اس میں روشن ہے اس کی روشنی اور بھی پھیلے' اور وہ جنہوں نے ہم سب کا اس قابل احترام ہستی سے تعارف کروایا' ان کی محبت کا پھل انہیں اپنے عظیم دادا کے نقش قدم پہ چلنے اور ان کی دعاؤں کے ثمر سمیٹنے میں ملے۔ (آمین)

ooo

بقیہ صفحہ 1

محبت تو پوشیدہ نہ رہے۔ عہدہ کی محبت تو دبائی نہ جاسکے۔ خطاب کی محبت کا تو پتہ لگ جائے۔ سیاست اور قوم کی محبت تو اپنے آپ کو ظاہر کر دے۔ مگر نہ کرے تو خدا کی محبت ظاہر نہ کرے۔ اور دبی کی دبی ہی رہے۔

(از خطبہ 24۔ دسمبر 1920ء)

ضروری اعلان

○ خاکسار حضرت قاضی محمد یوسف صاحب سابق صوبائی امیر صوبہ سرحد و رفیق حضرت بانی سلسلہ کی سیرت و سوانح پر ایک کتاب تیار کر رہا ہے۔ حضرت قاضی صاحب کے جاننے والے بزرگوں سے درخواست ہے کہ اپنے تاثرات حضرت قاضی صاحب کی سیرت و سوانح کے سلسلہ میں برادرم حبیب الرحمان صاحب زیروی نائب لائبریرین خلافت لائبریری کو ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

بشیر احمد رفیق لندن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 19 - مارچ-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 14 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 24 درجے سنٹی گریڈ

○ لاڑکانہ میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ڈی ایس پی سمیت 8۔ افراد ہلاک ہو گئے۔ نواب شاہ سے لاڑکانہ آنے والی پولیس موبائیل گاڑی سیشن کورٹ کے پاس پہنچی تو قریبی جھگیوں میں چھپے 5 نقاب پوشوں نے کلاشنکوفوں سے فائر کھول دیئے فائرنگ سے ایک 5 سالہ بچی بھی ہلاک ہو گئی۔ ایک راہ گیر زخمی ہو گیا۔ مرنے والوں میں ڈی ایس پی کا بیٹا بھی شامل ہے پولیس گاڑی تباہ ہو گئی۔ حملہ آور ایک کار میں فرار ہو گئے۔ فائرنگ شروع ہوئی تو لوگ جانیں بچانے کے لئے زمین پر لیٹ گئے۔ علاقے کے تمام بازار اور دکانیں بند ہو گئیں۔ یہ فائرنگ ذاتی دشمنی کی بناء پر کی گئی ہے۔ پولیس نے دہشت گردی کا امکان مسترد کر دیا ہے۔ حملہ آوروں کے بارے میں اندازہ ہے کہ وہ بھی پولیس سے ہی تعلق رکھتے تھے۔

○ وزیراعظم نواز شریف نے شادیوں پر "ون ڈش" کا مطالبہ بھی مسترد کر دیا۔ شادی آرڈی ننس کسی قیمت پر واپس نہیں ہو گا تاہم خلاف ورزی پر پولیس استعمال نہیں ہونی چاہئے۔ بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی اطلاعات پر تبصرے سے وزیراعظم نے گریز کیا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کے ساتھ کسی معاملے پر سودا بازی نہیں ہو گی۔ کشمیر اور سیاچن سمیت تمام امور پر مذاکرات ہوں گے۔

○ بنگلہ دیش اور بھارت کے درمیان دوستی اور تعاون کا 25 سالہ معاہدہ اپنی مدت پوری ہونے پر اپنی موت آپ مر گیا۔ دونوں ملکوں میں سے کسی نے اس کی تجدید کی کوشش نہیں کی۔ اس معاہدے پر شیخ مجیب الرحمٰن اور اندرا گاندھی نے دستخط کئے تھے دونوں قتل ہو چکے ہیں۔ بنگلہ دیش میں اس معاہدے کے خلاف رائے عامہ بیدار ہو چکی تھی۔ حالیہ الیکشن میں دونوں بڑی پارٹیوں نے کہا تھا کہ اس معاہدے کی تجدید نہیں کی جائے گی۔

○ وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ ملک بچانے کے لئے جراتمندانہ فیصلوں کا وقت آ گیا ہے۔ احتساب تیز کرنے اور بدعنوانوں پر آہنی ہاتھ ڈالنے کے لئے جلد قانون سازی ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ اداروں کی کرپشن دیکھ کر نیند نہیں آتی۔ آٹے کی درآمد میں تاخیر کی ذمہ دار وزارت خوراک ہے۔ نادہندگان سے رقوم واپس لینے کے لئے انہیں مراعات دینے پر غور کر رہے ہیں۔

○ پنجاب بھر میں آٹے کا قحط پیدا ہو گیا ہے۔ لوگ منہ مانگے دام دے کر آٹا حاصل کرتے رہے۔ لاہور کی صورت حال میں بہتری ہوئی ہے۔ صوبائی وزراء بحران پر قابو پانے کے لئے تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹروں میں پہنچ گئے۔ اضلاع کا بھی دورہ کریں گے۔

○ فیصل آباد کے محلہ سنت پورہ میں جامع مسجد میں دہشت گردی کی ایک واردات کے دوران گزشتہ شام ساڑھے چھ بجے دو نامعلوم موٹر سائیکل سوار نقاب پوشوں نے مسجد کے صحن میں داخل ہو کر کلاشنکوف سے اندھا دھند فائرنگ کر دی امام مسجد سمیت 3۔ افراد ہلاک ہو گئے۔ مسجد کا خادم اور ایک بچہ بھی مرنے والوں میں شامل ہے۔ سپاہ صحابہ کے ضلعی نائب صدر شدید زخمی ہو گئے سپاہ صحابہ نے شہر میں ہڑتال کی اپیل کر دی ہے۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ لاڑکانہ والوں کے رشتہ داروں کے لئے ایک قانون ہے اور لاہور والوں کے لئے دوسرا۔ لاہور اور لاڑکانہ کی بات کرتی ہوں تو لوگ مجھے کہتے ہیں خاموش رہو۔ خاموش رہو۔ لیکن میں کہتی ہوں کہ میں کیوں خاموش رہوں۔ سچی باتیں کرتی ہوں تو "بڑوں" کو چبھتی ہیں۔ لاڑکانے کی بیٹی بحال نہیں ہوتی۔ لاہور کا بیٹا بحال ہو جاتا ہے۔ لاہور کے وزیراعظم کا باپ گرفتار ہوتا ہے تو اسے پنجرے میں بند نہیں کرتے۔ لاڑکانہ کی بیٹی کا باپ پنجرے میں بند کیا گیا۔ آصف زرداری سینیٹر بنا ہے تو فاروق الحق کو نیند نہیں آتی۔ آصف کو کوئی سہولت نہیں دی گئی۔ وہ بھٹو شہید کا داماد ہے۔ انہی کے نقش قدم پر چلے گا اور سر نہیں جھکائے گا۔ فاروق الحق کے رشتہ دار لوٹے بن کر سینیٹر بن سکتے ہیں تو لاڑکانہ والے اصولوں پر چل کر اپنوں کو سینیٹر کیوں نہیں بنوا سکتے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو کہا ہے کہ میں فاروق لغاری کی بہن تھی فاروق الحق کی بہن نہیں ہوں۔ اسلامی سربراہی کانفرنس میں میرے وقت میں 40 ممالک نے شرکت کی حامی بھری تھی۔ لیکن بے نظیر کو نکالنے کے بعد اب صرف 22 ممالک شرکت کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں 20 سال مجبور رہی ہوں اب سچ بولوں گی۔ لاہور کے وزیراعظم کے بھائی کو بیمار ہونے پر سوئمنگ پول میں ورزش کی اجازت مل جاتی ہے لیکن لاڑکانہ کے وزیراعظم کے شوہر کی ضمانت نہیں ہوتی۔

○ بددیانت اور نااہل افسروں کے خلاف آپریشن کلین اپ یکم اپریل سے شروع ہو گا۔ وزیراعظم خود اس کی نگرانی کریں گے۔ تمام محکموں کو رشوت خور اہلکاروں کی فہرستیں 30۔ مارچ تک وزیراعظم سیکریٹریٹ کو بھیجنے کی ہدایت کر دی گئی۔ سستی سے کام لینے والے جرائم میں ملوث متصور ہوں گے۔

○ چیف احتساب کمشنر نے تجویز دی ہے کہ کرپشن سے نمٹنے کے لئے خصوصی ٹاسک فورس قائم کی جائے۔ احتساب کمیشن نے سیاستدانوں اور سرکاری اہلکاروں کے خلاف 50 کیس ہائی کورٹوں کو بھیجے ہیں۔ اینٹی کرپشن اور ایف آئی اے میں دیانتدار افسروں کی شدید کمی ہے۔ نئی حکومت کو چاہئے کہ احتساب آرڈی ننس کو مزید موثر بنائے۔

○ حکومت پنجاب نے تمام اضلاع کی انتظامیہ اور پولیس کو حکم دیا ہے کہ وہ مذہبی تنظیموں کے علاوہ 'اے۔ این۔ پی' 'ایم کیو ایم' 'پختون خواہ پارٹی' کے عہدیداروں اور کارکنوں پر بھی کڑی نظر رکھیں۔ تمام اضلاع کی انتظامیہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ بس سٹینڈ فوری طور پر شہر سے باہر منتقل کر دیئے جائیں۔ اسلحہ پر کنٹرول کے لئے شہر کے داخلی اور خارجی راستوں پر چیک پوسٹیں قائم کی جائیں۔ افغان اور بھارتی باشندوں کو متعلقہ تھانوں کی حدود میں پابند کر دیا جائے۔

○ پاکستان کے دفتر خارجہ نے بھارت کے علاقے اجنالہ تک سرنگ کھودنے کے الزام کی تردید کی ہے۔ اور کہا ہے کہ بھارت آئی ایس آئی سے خوفزدہ ہے۔ بی بی سی نے کہا ہے کہ بھارت کے اس دعویٰ کی آزاد ذرائع سے تصدیق نہیں ہو سکی پاکستانی وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ بھارت 28۔ مارچ کے مذاکرات سے توجہ ہٹانا چاہتا ہے۔ بھارتی وزیر دفاع نے الزام لگایا ہے کہ پاکستان شرارت کر رہا ہے۔ لیکن ہم پاکستان سے دوستانہ تعلقات چاہتے ہیں۔

○ مسلم لیگ اور عوامی نیشنل پارٹی میں اختلافات طے پا گئے ہیں اے این پی کے اعظم ہوتی کو وزیر بنا لیا جائے گا۔ سرحد کی کابینہ آج حلف اٹھا لے گی۔

○ آخر کار آئی جی پنجاب چوہدری امین کو ان کے عہدہ سے ہٹا دیا گیا ہے۔ جہانزیب برکی کو آئی جی بنانے کا نوٹیفیکیشن جاری کر دیا گیا ہے۔ سردست چوہدری امین کی نئی تقرری کے احکامات جاری نہیں کئے گئے۔ مسٹر برکی لاہور سمیت تین ڈویژنوں میں ڈی آئی جی رہ چکے ہیں۔

○ ایم کیو ایم نے کراچی میں الطاف حسین کی رہائش گاہ پر 12 غیر ملکی سفارت کاروں کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ وزراء سمیت ایم کیو ایم کے ارکان اسمبلی نے بھی شرکت کی۔ سینیٹر آفتاب شیخ نے سیاسی صورت حال پر بریفننگ دی۔ سفارت کاروں کو امن وامان کی صورت حال سے بھی آگاہ کیا گیا۔

○ لاہور میں عملہ تہ بازاری کے دو افسران کی ہلاکت کے بعد عملے نے تجاوزات گرانے کی کسی بھی کارروائی میں شریک ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ حکومت نے طے کیا ہے کہ آئندہ تجاوزات گرانے کی کارروائی مسلح کمانڈوز کے ہمراہ کی جائے گی۔ حکومت نے کہا ہے کہ ناجائز تجاوزات کو گرانے کا کام روکا نہیں جائے گا۔

○ سعودی عرب میں منشیات کی سمگلنگ کے الزام میں کسٹم اور اے ایس ایف کے 23 افسران کو معطل کر دیا گیا ہے۔ معطل ہونے والوں میں بڑے بڑے افسران شامل ہیں۔

○ بھارت کے وزیراعظم دیو گاؤڑا آئندہ پیر کو روس کے دورے پر پہنچیں گے۔ وہ روسی صدر سے افغانستان کے معاملے پر اہم مذاکرات کریں گے۔ افغانستان کو پاکستان اور امریکہ سے دور رکھنے کے منصوبوں پر تعاون کے امکانات پر غور کیا جائے گا۔

○ 23۔ مارچ کو ہونے والی اسلامی سربراہ کانفرنس کے سلسلے میں اسلام آباد کو فوج کے حوالے نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس میں 104 غیر ملکی وفود شریک ہوں گے۔ افغانستان کی نشست خالی رہے گی۔ 30 کروڑ روپے کے اخراجات آئیں گے۔ 24 ممالک کے وفود کی قیادت صدر' وزیراعظم یا نائب صدر کریں گے جبکہ 30 ممالک کی نمائندگی وزراء کریں گے۔

○ لاہور' سیالکوٹ' اسلام آباد اور راولپنڈی سمیت کئی شہروں میں ہلکی بارش ہوئی۔ بوندا باندی تو اکثر جگہوں پر ہوئی۔ جس سے موسم خوشگوار ہو گیا ہے۔

○ پیپلز پارٹی کے لیڈر جہانگیر بدر نے کہا ہے کہ آٹے کی قلت کے بعد اب چینی کا بحران بھی آنے والا ہے۔

ضروری اعلان

○ ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد (وقف عارضی) میں ٹیلی فون لگ گیا ہے۔ جس کا نمبر 213209 ہے۔

جدید ورائٹی کے زیورات
فینسی گولڈ سمتھ محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: اطہر احمد فون: 212868

WORLDWIDE PROPERTY CONSULTANTS
REAL ESTATE SALE & PURCHASE
ROOM NO. 70-71 F, FIRST FLOOR,
LIBERTY PLAZA, LIBERTY MARKET
GULBERG III, LAHORE
PH: 042-5752532-5753827 FAX: 042-5752532

شیئرز وغیر ملکی کرنسی کی خرید وفروخت کا با اعتماد ادارہ
ڈالر رچ
آفس: ع-6-8 گیلری نمبر 4 ریکس سٹی پلازہ
ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون دفتر: 730288
رہائش: 726524
موبائیل: 0300-661524
پروپرائیٹر ملک عبدالصمد